بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

تحفۂ قمریہ

- کشمیر میں اسلام کا ورودِ مسعود
- صوفی خانوادوں کا تذکرہ،
- میر شاہ سید قمر الدین بیہقی رح (سالورہ گاندربل)
کی سیرتِ طیبہ پر ایک طائرانہ نظر،

از:- شیخ غلام رسول
ایم اے، ایل، ایل، بی (علیگ)
صدر مجلس انتظامیہ زیارت میر سید قمر الدین صاحب رح
سالورہ، گاندربل (کشمیر)

شائع کردہ:-
مجلس انتظامیہ زیارت
سید قمر الدین صاحب سالورہ گاندربل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

تحفۂ قمریہ

* کشمیر میں اسلام کا ورود مسعود
* صوفی خانوادہ کا تذکرہ
* میر شاہ سید قمر الدین بیہقیؒ (سالورہ گاندربل)
کی سیرت طیبہ پر ایک طائرانہ نظر

از

شیخ غلام رسول ایم اے ایل ایل بی (علیگ)

صدر مجلس انتظامیہ زیارت میر سید قمر الدین صاحبؒ
سالورہ گاندربل

شائع کردہ: مجلس انتظامیہ زیارت سید قمر الدین صاحب سالورہ گاندربل

(شالیمار آرٹ پریس)

(۷۸۶)

پیشکش

ایک غلام کمترین
اپنے آقائے نامدار
مردِ خود آگاہ و خدامست

عاشق کامل و عارف مکمل

جناب حضرت میر شاہ سید قمر الدین صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں بکمال عجز و انکسار پیش کرتا ہے

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

شیخ غلام رسول ایم اے، ایل ایل بی

(علیگ)

صدر مجلس انتظامیہ کمیٹی

سلام

بہ حضورِ حضرت سیّدِ انام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

زباں پر اے خوشا صلّے علیٰ کس کا نام آیا
کہ میرے نام جبریلِ امیں لے کر سلام آیا
محمدؐ جانِ عالم فخرِ آدم ھادیٔ اکرم
امام الانبیاء خیر البشر پیغمبرِ اعظم
محمدؐ جس کو دنیا صادق الوعد و امیں کہدے
وہ بندہ جس کو رحمٰن رحمۃً للعالمین کہدے
محمدؐ صاحبِ خلقِ عظیم و ناشرِ حکمت
محمدؐ مصدرِ فیضِ عمیم و شافعِ امت
بصورت نورِ سبحانی بمعنی ظلِ رحمانی
پیامِ زندگانی مظہرِ تائیدِ ربانی
خدا نے پیار سے اسکو پکارا جس طرح چاہا
وہ مدثر وہ مزمل وہ یٰسین اور وہ طٰہٰ
جو بہرِ مومناں بن کر رؤف آیا رحیم آیا
خطا پوش و عطا پوش و خلیق آیا کریم آیا
نذیرِ اہلِ خصومت پر بشیر اہلِ محبت کا
معلم دینِ فطرت کا مبیں درسِ حکمت کا

محمدؐ مصطفےٰ بھی ہے وہ احمدؐ مجتبےٰ بھی ہے
وہ مطلوب خلائق بھی اور محبوب خدا بھی ہے
وہ جس کو فاتح ابواب اسرار قدم لکھئے
بنائے عرش و کرسی باعث لوح و قلم لکھئے
اُسے شمس الضحیٰ لکھئے اُسے بدر الدجیٰ لکھئے
ظہور نور کو اس کے تبسم کی ضیا لکھئے
علی الاعلان سر کنت کنزاً مخفیا کہئے
مگر اسکی شریعت کا ادب مانع ہے کیا کہئے
وہ حاصل برگزیدہ ہستیوں کی التجاؤں کا
فرشتوں کی تمناؤں رسولوں کی دعاؤں کا
محمدؐ بے کسی کے درد کو پہچاننے والا
سرشک گرم و آہ سرد کو پہچاننے والا
محمدؐ زور معبودان باطل توڑنے والا
محمدؐ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا

(ماخوذ)

(از ابو الاثر حفیظ جالندھری)

نعت شریف
بدربار شفیع المذنبین

محمد مصطفیٰ گنج سعادت کے امین تم ہو
شفیع المذنبین ہو رحمۃ للعالمین تم ہو

تمہاری یاد جس دل میں ہو ایسے دل کا کیا کہنا
مکاں ہوگا عجب ہی شان کا جسکے مکیں تم ہو

خدا کیوں کر نہ کھینچے معصیت پر مغفرت کا خط
مسلماں مذنبین ہیں شفیع المذنبین تم ہو

ہوا اسلام کا شرمندۂ احسان جہاں سارا
ہر اک اقلیم پر برسا گئے دُرِّ ثمین تم ہو

(جناب مولانا ظفر علی خان صاحب مرحوم)

(نوٹ) مجلس انتظامیہ کے اراکین بشیر احمد صاحب اژہمی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے ہمیں خانصاحب ابوالاثر جناب حفیظ جالندھری کا سلام اور جناب مولانا ظفر علی خان مرحوم کا نعتیہ کلام بغرض اشاعت فراہم کیا

تقریظ

(از سید مبارک شاہ گیلانی فطرتؔ کاشمیری)

اللہ تعالیٰ کا آئین قدیم ہے کہ جس شخص کی حقیقت درگاہِ ایزدی میں راست اور صحیح ہوتی ہے۔ اس کا ظہور دین و دنیا میں (اگر اپنی جسمانی زندگی میں نہیں تو عالم آخرت میں) ضرور جلوہ افروز ہوتا ہے

مثال کے طور پر مرحوم علامہ غنیؔ کاشمیری کو دیکھئے کہ شاہ جہان کی حکومت میں بھی کسی مردِ خدا شاعر یا کسی تذکرہ نویس کا دل کشمیر بےنظیر میں متاثر نہ ہو سکا کہ ان کی پاکیزہ زندگی کے حالات واقعات، معاشرت اور شعر و شاعری کے متعلق قلم اٹھا کر ان کو دنیائے علم و ادب کے ساتھ روشناس کرواتا حتیٰ کہ اس وقت کے جمود و خمود کا یہ عالم تھا کہ آپ کی رہائشی مکان، قبر اور ان کی بود و باش تک سے بھی عوام الناس ناواقف اور نابلد تھے

چنانچہ غنیؔ رح نے اس واقعہ کے متعلق خود ایک پیش گوئی کی تھی

نگردد شعر من مشہور تا جان در بدن باشد

کہ بعد از مرگِ آہو نافہ بیرون میدہد بو را

وہ فطرتاً خوددار تھے جیسا کہ ایک شاعر فطرتاً ہوتا ہے

اسلئے خود اپنی شاعری لوگوں کے سامنے اشاعت کے لئے پیش نہیں کی۔ غنیؔ کا نام اسم بامسمیٰ تھا۔ وہ طبع غنی لیکر ہی دنیا میں

ہیں آولاد ہوئے تھے۔ در حقیقت وہ راقم الحروف کے اس شعر کے
آئینہ دار تھے۔ کیمیائے است عجب خودبینی خویش را ببینم وباخود
مستم مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ان کو اپنے
خلوص کی بناء پر پورا یقین اس بات کا تھا کہ ؎

مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند

قانون فطرت کے بموجب وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ
النَّاسِ۔ جب وقت آیا تو یورپ جیسے متمدن براعظم میں آپ کے
علم وادب اور شاعری کا چرچہ پیدا ہونے لگا

آپ کے کلام تحقیق و تدقیق اور ریسرچ کے لئے محقق
اشخاص پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ لندن میں آپ کے نام پر کئی
علمی ادارے قائم ہوئے

علی ہذا القیاس۔ کشمیر جنت نظیر پر جب مطلق العنانیت
کا دور ختم ہوا۔ اور نئے کشمیر کی صبح طلوع ہوئی۔ تو غنی کاشمیری
کے دیوان کی تدوین میں زمانہ موجود کے شعراء وادباء نے ان کے
کلام بیمثال کو منصہ شہود پر لانے کے لئے جان توڑ محنت کی
چنانچہ مرحوم علامہ اقبال رح کاشمیری نے بھی اس واقعہ کی پیشگوئی
کی تھی ؎

اے بسا شاعر کہ بعد از مرگ زاد
چشم خود بر بست و چشم ما کشاد

برابر یہی حال اس ملک کی اکثر روحانی بلند ترین ہستیوں
کا بھی ہوا ہے جیسا کہ

کرن نگر سرینگر کے سید بزرگوار کے ظہور کا زمانہ ہماری کھلی آنکھوں کا دیکھا ہوا حال ہے کہ کس طرح ایک صاحب قبر کی ذوحات کا ظہور کئی صدیوں کے بعد کرامت کے طور پہ ہوا۔ اور ایک غیر مذہب شخص کے ذریعہ ایک بنجر زمین عالیشان مسجد آستانہ فیض میں تبدیل ہو کر خاص و عام کی زیارت کا مرجع ہوگئی۔

این سعادت بزور بازو نیست

برابر یہی صورت حضرت سید شاہ قمر الدین بیہقی رحمتہ اللہ علیہ مبلغ گاندربل کی عمل میں آئی ہے۔ اچانک ایک غیبی آواز سے آپ کے مرقد پاک کا شہرہ کشمیر بھر میں ہوا۔ اور آپ کی خوابگاہ پر ایک عالی شان آستانہ اور مسجد جامع تعمیر ہوئی۔ لوگ جوق در جوق مرد، عورت، بچے خاص اور عام اس سید بزرگوار کی زیارت کے لئے بلا اختلاف مذہب و ملت حاضر ہونے لگے اب اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ناہنجار زمانے میں عزیزم پیرزادہ بشیر الدین احمد اڈ ہمی نے اپنی ذاتی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر ایک تاریخی کتابچہ سادات بابرکات اور خصوصاً حضرت سید ممدوح کے تذکرہ میں تالیف کیا

جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

مَنْ لم یشکر النّاس لم یشکر اللہ جس نے دنیا میں انسانوں کی احسان کار گزاریوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس نے خدا کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔

اور یہ بھی ایک حدیث شریف میں شریا یا. الدال علی الخیر کفاعلہ کسی نیک کام کی ترغیب کے لئے جو شخص دلالت اور رہبری کرے معاونت اور مدد کرے گویا وہ کام اسی نے کیا۔

جب یہ فرمان واجب الاذعان نظر میں رکھ کر ہمیں شیخ غلام رسول صاحب سیکرٹری انڈسٹریز اینڈ کامرس کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے جو اس کار حسن کے اصلی محرک ہیں۔ یقیناً آپ کی عقیدت شعاری کی بدولت ہی یہ تحریک سعید بار آور ثابت ہوئی ہے عمرہ اللہ وسلمہ ؎

للہ الحمد ہر آں امر کہ خاطر میخواست
آخر اندر پس پردۂ تقدیر پدید

بالآخر مجھ فقیر سراپا تقصیر کی مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سب نیکو کاروں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ جنہوں نے قلمے۔ قدمے اور درمے اس مستحسن کام میں معاونت اور مدد کی ہے ؎

این دعا از من واز روح الامین آمین باد ؎

بذکر ایں بحق قمر الدینؒ
بختہ اندم ابتدا تا انتہایش
دعائے فطرت از طبع حزیں باد
الٰہی ایں عزیزاں بختہ ایقان

کتابے زود رقم با حسن تزئین
مدیدم لغزشے در ہیچ جا یش
قبول بارگاہ شاہ بغداد
ہمیشہ باد خرم طبع و شادان

(فقیر خاک نشین دعاگو محمد مبارک گیلانی فطرت)

(۷۸۶)

تمہید

از شیخ غلام رسول
صدر انتظامیہ کمیٹی

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصل حیات موت ہے اس پر حرام

کشمیر کو ناز ہے اور بجا ناز ہے۔ ان باکمال اور بلند مرتبت ہستیوں پر جن کے مقدس و متبرک ہاتھوں نے اس خطہ جنت نظیر کی تقدیر کے گیسوؤں کو نکھارا، سنوارا اور ایسا سنوارا کہ آج دنیا ان کی سیرت اور ان کے کردار کی عظمت سے عش عش کر اٹھتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کشمیر کا بادشاہ رنچو شاہ جناب حضرت شیخ شرف الدین عبدالرحمن قلندر المعروف بلبل شاہ صاحب رح کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ تو اس وقت نہ صرف بادشاہ جو بعد میں سلطان صدرالدین کے نام سے مشہور ہوا۔ بلکہ لاتعداد ذی ہوش متلاشیان حق اپنی روحانی تشنگی کی تسکین چاہتے تھے۔ بلکہ اپنی روحانی درد کا مداوا بھی چاہتے تھے۔ متلاشیانِ حق کی تشنگی جب ہی دور ہو سکتی تھی جب انہیں کوئی مرد کامل اپنے عرفان و معرفت کے دریا سے جام پہ جام پلاتا اور کوئی مرد مجاہد ان کے درد پہ نہ صرف مرہم رکھتا بلکہ درد کا علاج سمجھاتا اور اسرار و رموز سے آشنا بھی کرتا ہے

جناب بلبل صاحب نے اگرچہ بادشاہ وقت کو ایک خدا کی چوکھٹ پر جھکایا اور توحید و رسالت کا تصور اہالیانِ کشمیر کے سامنے پیش کیا مگر یہاں ان کے وقت میں اسلامی شریعت و قانون، اسلامی تہذیب و تمدن اسلامی درسگاہیں قائم نہ ہو سکیں تاکہ کشمیر اُن بلندیوں کو چھوتا جن بلندیوں پر اسکو اُن کے بعد ہمدان کے لعل بے بہا نے اپنی عظیم روحانی بصیرت اور اپنے عمل پیہم سے پہنچایا۔ یہ لعل بے بہا یہاں جناب امیر کبیر میر شاہ سید علی ہمدانی رح کی ذات گرامی کے پیکر میں نمودار ہوا۔ آنجناب کی لاثانی ہستی نے کشمیر کے دیو قامت کوہساروں کی برفانی چوٹیوں پر اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں۔ اور یہاں کی فضا کو عرفان و معرفت سے معمور کیا۔ آپ کی آمد کی تاریخ سید محمد خاوری نے یوں لکھی ہے ؎

میر سید علی شہ ہمدان — سیر اقلیم سبعہ کردہ نکو
شد مشرف ز مقدمش کشمیر — اہل آں شد از و ہدایت جو
سال تاریخ مقدم اورا — گفتم از مقدم شریف بجو

آپ کشمیر تین بار تشریف لائے ہیں اور یہاں ہر چار طرف اپنے جوش عمل سے ایسے چراغ روشن کیے جن کی ضیا پاشی سے یہاں کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا۔

شاہ ہمدان رح جب کشمیر وارد ہوئے تو ان کے ساتھ علماء و صلحا اور سادات کی کثیر جماعت بھی تھی۔ ان

علماء سادات نے اپنے جذبۂ عمل سے جناب شاہمدان رح کے مقدس مشن کو جاری رکھنے کی خاطر یہاں کشمیر میں جگہ جگہ روحانی مجلسیں، علم و ادب کی محفلیں اور درس و تدریس کی دانش گاہیں قائم کیں۔ چنانچہ اسی مشن اور اسی بزم کا تابناک چراغ جناب سید قمر شاہ صاحب رح جو آج ہمارے کشمیر کے تحصیل گاندربل موضع سالورہ میں محو خواب ہیں جنہوں نے اپنے وقت میں اسی مشن کی تکمیل میں اپنی ان تھک محنت و ریاضت سے کام کیا۔ جس مشن کی نشان دہی اور جس کام کے نقوش عالم ربانی غوث صمدانی بانی مسلمانی جناب شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی رح اور ان کے مایۂ ناز سپوت جناب میر سید محمد ہمدانی رح کشمیر کے اطراف و اکناف میں ثبت کئے تھے۔ جناب میر سید قمر الدین صاحب نے پرگنہ گاندربل کی دلفریب نظاروں اور دلکش رعنائیوں سے لبریز سرزمین کو اپنے لذاذ عاشقانہ اور دلاویز نعرہ مستانہ سے حیات دوام بخشا۔ ان ہی کے فیضانِ نظر کا یہ لازوال کرشمہ ہے کہ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں فرزندان توحید ان کے روضۂ مبارک کو چوم کر اپنے گلہائے عقیدت ان کے سنگ آستان پر نچھاور کرتے ہیں ؎

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

اقبال رح

اور اس طرح یہاں کے لوگ صدیوں سے صاحب موصوف کے تئیں اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے آئے ہیں اور اس کام کا اعتراف کرتے ہیں جس کام کی تکمیل میں جناب یار قمر شاہ صاحبؒ نے رات دن کام کر کے اپنے روحانی پیشوا جناب امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کی مشعل کو تابان و درخشاں رکھا۔ زیر نظر کتاب میں ہم نے جناب سید قمرالدین صاحبؒ کی پاک زندگی، ان کے مشن، ان کے کام پر حتی المقدور روشنی ڈالی ہے۔ استدعا ہے کہ اگر کسی صاحب کو ان سے متعلق مزید معلومات حاصل ہوں تو وہ بغیر کسی تاخیر کے ہم تک ان معلومات کو پہنچانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ تاکہ ہم دوسری اشاعت میں ان معلومات کا اضافہ کر سکیں۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ حلقہ سالورہ کے عوام نے ایک انجمن کی بنیاد آج سے سالہا سال پہلے ڈالی ہے۔ یہ انجمن اس زیارت پاک کا انتظام و اہتمام کرتی آئی ہے۔ اب اس میں وقت کے تقاضوں کے مطابق چند تبدیلیاں کرنی لازمی تھیں۔ چنانچہ جو اراکین آج اس انجمن میں کام کرتے ہیں وہ بحمد اللہ باشعور اور اپنے پہلو میں حساس دل رکھتے ہیں۔ انہوں نے زیارت پاک کے انتظام و انصرام کا کام اپنے ذمہ لیکر اپنی ہوشمندی و بلند حوصلگی کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ خوشی و مسرت کا مقام ہے کہ انجمن کے اراکین نے کام کاج کا آئین بھی مرتب کیا ہے جو شامل ہذا ہے

اس کے علاوہ ہم نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے اور آج باضابطہ ایک مدرسہ چالو ہے جس میں قوم کے نونہال تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔ انجمن نے تحصیل گاندربل کے نونہالوں کو دینی، ملی و سماجی بہبود سے متعلق تربیت دینے کا بیڑہ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے تاکہ ہمارے نونہال جن کے ہاتھ میں کل ملک کی باگ ڈور ہوگی اپنے کردار اور عمل سے اس مشن کو آگے لیجا سکیں جس مشن کی داغ بیل آج سے صدیوں پہلے اس مرد مجاہد جناب سید قمر شاہ صاحب نے ڈالی تھی۔ خداوند کریم کا لاکھ شکر ہے کہ ہم نے اس پاکباز کے آستان عالیہ کے بالکل متصل قمریہ ماڈل سکول کی بنیاد ڈال دی ہے۔ اس سکول کا آئین بھی تعلیمی کمیٹی نے مرتب کیا ہے۔ بحمد اللہ اس سکول میں دو سو کے قریب طالب علم دینی و مروجی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ آثار بتاتے ہیں کہ جس درسگاہ کی بنیاد سید قمر صاحب نے اپنے وقت میں ڈالی تھی اسی نے آج نئے انداز سے کروٹ لی اور وہی درسگاہ آج ان ہی کی کرامت کی بدولت ایک نئی شکل میں قوم کے سامنے ایستادہ ہے۔ علاوہ اس کے تعلیم یافتہ حضرات کو راغب دین کرنے کی خاطر قمریہ اسلامک لائبریری کا قیام بھی حال ہی میں عمل میں لایا گیا ہے۔

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحبِ فروغ
عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام

میں علاقہ ہذا کے عوام کا شکر گذار ہوں جنہوں نے مجھ ناچیز کو انتظامیہ کمیٹی کا چیئرمین منتخب کر کے میری عزت افزائی کی ہے اور ساتھ ہی مجھ پر ایک عظیم بوجھ بھی ڈالا ہے۔ خدا کرے میرے بزرگ ساتھیوں کی دعا کی بدولت مجھے اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو نبھانے کی ہمت و عزم عطا کرے جس ذمہ داری کو نبھانے کا اہل انہوں نے مجھے سمجھا ہے۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب مجھے ان کا بھرپور تعاون حاصل ہو گا۔

مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ ہم نے اپنے اسلاف کے مشن کو بھلا ڈالا ہے۔ ہمیں اپنے آباء سے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی کردار کے غازی تو در کنار ہم تو گفتار کے بھی غازی نہیں۔ جس میراث کو ہمارے بزرگوں نے ہماری آبیاری کے لئے اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور جسکو امتداد زمانہ نے بالکل ہی گنوا دیا تھا۔ اب انشاء اللہ ہماری کوشش ہے کہ ہم اس میراث کی تجدید کر کے اسکا احیاء نو کریں۔ چنانچہ قریہ ماڈل سکول اور قریہ کتب خانہ اس سمت کی طرف پہلا قدم ہے۔ ہمارے پیش نظر بیت المال کا عظیم منصوبہ بھی ہے جو کہ مسلسل طور وافر سرمایہ کا طالب ہو گا۔

اس لئے مخیر حضرات سے گذارش ہے کہ وہ متذکرہ منصوبوں کو قائم و دائم رکھنے اور ان میں مزید ترقی و توسیع کی خاطر

دل کھول کر مالی امداد فراہم کریں۔ تاکہ ہمارے مندرجہ صدر منصوبے ان بلند اخلاقی، معاشی اور معاشرتی اصولوں کے پھیلاؤ میں نمایاں کارنامہ انجام دے سکے۔ جن بلند اصولوں کو جاری و ساری رکھنے کی خاطر سید میر شاہ قمرالدین صاحبؒ نے اپنی ساری پاکیزہ زندگی وقف کردی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ان ہی کی فیض نظر سے زمانہ نے انگڑائی لی۔ اور ہم کو نیز ہمارے ساتھیوں کو اس نیک کام کا بیڑہ اپنے کندھوں پر اٹھانے کیلئے آمادہ کیا۔

میں انتظامیہ کمیٹی کے ممبران خاصکر امام مسجد ساپورہ اور ہیڈ ماسٹر قمریہ مڈل سکول جناب شیخ غلام محمد صاحب، سیکرٹری انتظامیہ کمیٹی صوفی عبدالرحمان صاحب اور جناب غلام محمد لون صاحب خزانچی انتظامیہ کمیٹی کا شکرگذار ہوں۔ جنہوں نے مجھے یہ تصنیف مرتب کرنے میں بھرپور اعانت کی۔

میں اپنے قبلہ محترم جناب شیخ غلام احمد صاحب دام ظلہٗ کی خدمت میں آداب فرزندی بجا لانے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جنکی شفقت و تربیت نے مجھ خاکسار کو تصوف کے کئی گوشوں سے روشناس کیا۔ میں ساتھ ہی اپنے عزیز محترم دوست بشیر احمد صاحب ادیبی ایم۔ اے ایل ایل بی (عیگ) کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں جنہوں نے زیر نظر کتاب تحفۂ قمریہ کی تصنیف و تالیف میں میرا ہاتھ بٹایا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان اصحاب کو اپنے نظرِ کرم سے نوازے۔ آمین۔ شیخ غلام رسول

خاکسار درگاہ عالیہ
میر شاہ قمرالدین صاحبؒ ساپورہ گاندربل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو کند آغاز زاول قلم
تا عدد یازدہ آید بہم

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ کشمیر کا مشہور فرمانروا رینچن شاہ (رینچن شاہ) اپنی زندگی میں حق کا زبردست متلاشی تھا۔ صراط مستقیم پانے کی خاطر اس نے دن کا چین اور راتوں کی نیند اپنے اوپر حرام کر رکھی تھی۔ ہر چند اس کے سامنے مختلف طائف کے لوگوں نے کل حزب بما لدیہم فرحون کے پیش نظر اپنے اپنے مسلک و مشرب کے محاسن بیان کر کے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر وہ کسی طرف مائل نہ ہوا۔ آخر اس بادشاہ کا سوز و گداز اور عجز و نیاز بار آور ہوا جبکہ معاً بادشاہ نے ایک رات یہ فیصلہ کیا کہ اس کی روحانی نائز المرامی اور اخروی کامرانی کا راز اسی مسلک و مشرب کے اختیار کرنے میں مضمر ہے جس صاحب مسلک و مشرب کے ساتھ اسکی ملاقات علی الصبح ہوگی۔ یہ رات بادشاہ کے لئے ایک عجیب رات تھی۔ اس رات خدا کے حضور بادشاہ یوں گویا تھا۔

یا رب امشب را نخواہد بود روز
یا مگر شمع فلک را نیست سوز
مے بسوزم امشب از سودائی عشق
من ندارم طاقت غوغائی عشق

بارگاہ ایزدی میں بادشاہ کی دعا قبول ہوئی علی الصبح جب حی علی الفلاح، حی علی الفلاح کی آواز بادشاہ کے گوشگذار ہوئی تو بادشاہ نے اپنے شاہی محل کے روزن سے باہر جھانکا تو اسکی نگاہ جستجو ایک باکمال اور ذی شان ہستی پر پڑی جو بادشاہ کے محل کے اس پار دریا کے کنارے ایک نگین مصلا پر معبود حقیقی کے سامنے بہ کمال تمکین و نیاز مندی سجدہ ریز تھا۔ اور دین مصطفوی کے احکامات کے مطابق نماز ادا کر رہا تھا۔ عبادت و ریاضت کا یہ طریقہ دیکھکر بادشاہ کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اور اسی صاحب کی ملاقات کے لیے دیوانہ وار روانہ ہوا۔

از افق مکرمت صبح سعادت دمید
سطوت اسلام را وقت اجابت رسید

بادشاہ نے انکے ہاتھ پہ دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

گری وہ برق تری جان ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دست موسی پر

نیز تمام سرداران سلطنت اور عامۂ خلائق نے اسی امام العارفین حضرت الاسلام کا سر الاصنام کے آگے اپنے دست بیعت دراز کئے کسی نے کیا خوب بادشاہ اور اس کے مرشد کے تیئں یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

بلبلِ اسلام جب آیا ترے گلزار میں
اے گلِ کشمیر کیا وہ دن وہ ساعت یاد ہے
دیکھنا شاہی محل سے راجۂ ذی جاہ کا
گھر بلا کر پھر اُسے دینا وہ دعوت یاد ہے
کلمۂ توحید پڑھنا وہ دلی شوق سے
اور اس کے ہاتھ پر کرنا وہ بیعت یاد ہے
جنتِ ارضی میں اول تو ہی تو مسلم ہوا
رفتہ رفتہ پھر ہوئی تیری رعیت یاد ہے

یہ کاسر الاصنام جناب حضرت بلبل شاہ صاحب قدس اللہ سرہ الاقدس کی ذاتِ والا صفات ہے۔ جو اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں بطور مکان اپنے وطن سے کشمیر عین اس وقت وارد ہوا جب بادشاہ کے دل میں دینِ حق کی جستجو آخری مرحلہ میں داخل ہوئی تھی سنہ ۷۲۵ھ کا واقعہ ہے (یہاں تاریخ میں مورخین کو اختلاف ہے) حضرت بلبل شاہ جن کا اصلی نام سید شرف الدین ہے اپنے وقت کے کامل عارف تھے فرماتے تھے اگر یہ امر سنتِ نبوی کے خلاف نہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو اسی جسم اور اسی گوشت و پوست میں ابد الآباد محفوظ کر کے رکھ دیتا یا اپنی روح کو اپنے بدن سے منقطع کرنے کے بغیر ہی دارِ بقا کی طرف پرواز کر دیتا۔ جناب بابا داود مشکواتی اسرار ... بلبل شاہ صاحب کے تئیں یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے

آنکہ در راہِ الٰہی روشن از انوار ہلال
بلبلِ باغِ ولایت شاہبازِ لامثال

شد بہ کشمیر اول از دستش درخت دین نہال
شیخ و مرشد عارف حق حضرت بابا بلال

خدائے قدوس کے اس دوست نے جناب رینچن شاہ کو سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ سال ۷۲۷ھ میں بادشاہ وقت سلطان صدر الدین نیز ان کے مرشد بزرگوار جناب بلبل شاہ صاحب نے شربت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا مزہ چکھا اور اس طرح راہی ملکِ بقا ہوئے۔

جناب بلبل شاہ صاحب رح نے اپنے روحانی کمالات کی بدولت سرزمین کشمیر کی پرانی عمارت کو ڈھا کر نئی عمارت کی طرح تو ڈال دی مگر اس عمارت کی بنیاد، اسکی تعمیر اور اسکے نقش و نگار ابھی مکمل کرنا باقی تھے۔ یہ سارا کام جس دوسرے مرد مجاہد نے سرزمین کشمیر پر انجام دیا وہ تھے سید السادات سالار عجم جناب حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العلی۔ یہ وہ ذات گرامی ہے جن کو کشمیر کے لوگ شاہ ہمدان، علی ثانی، امیر کبیر کے پیارے بھرے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کی ذات ذو الصفات سے متعلق علامہ اقبالؒ یوں رطب اللسان ہیں ؎

سید السادات سالار عجم
دست او معمار تقدیر امم

آپ کی ذات گرامی نے امیر تیمور کی تیموریت اور اسکی مطلق العنانیت کو پاؤں تلے روند ڈالا۔ شخصی سلطنتوں میں جو لوگ مرجع عام ہوتے ہیں بادشاہ وقت کو ان سے بے اطمینانی رہتی ہے۔ چنانچہ

مامون الرشید نے جناب حضرت علی رضا کو عید گاہ جانے سے
روک دیا تھا۔ اور جہانگیر نے جناب حضرت مجدد الف ثانی کو قید
کر دیا تھا۔ چنانچہ شاہ ہمدان جیسے عالم ربانی نے اپنے وطن میں
بادشاہ کی پالیسیوں کو ٹھکرا کر اسلام کو اپنا دیس بنایا اور اس
طرح اس مصطفوی نے زمانے کو نظارۂ دیرینہ دکھا کر وطن کے بُت
کو پاش پاش کر کے خاک میں ملا دیا
آخر وہ ایسا کیوں نہ کرتے وہ تو شیخ کبریٰؒ کی مجلس کے
تاباں و درخشاں چراغ تھے۔ شیخ کبریٰؒ (جناب حضرت شیخ نجم الدین
احمد الکبریٰ) نے سلسلہ فردوسیہ (کبرویہ) ۵۲۷ھ تا ۶۸۱ھ کی بنیاد ڈالی
۔ آپ کی شجاعت، صداقت، جرات و ہمت پر فرزندان توحید
جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔ اسی مایۂ ناز ہستی نے ۹۱ سال کی عمر میں چنگیز
کی چنگیزیت اور اس کے ظلم و استبداد کے پرچم کو پاؤں تلے
روند کر جام شہادت ہنستے ہنستے نوش فرمایا۔
مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ ذیل کے الفاظ میں ان
کی ہمت و جرات کی داد دیتے ہیں

ما از آں محتشمانیم کہ ساغر گیرند
نہ از آں مفلسگانیم کہ بُز لاغر گیرند
بہ یکے دست می جام شہادت نوشند
بہ یکے دستِ دگر پرچم کافر گیرند

سر لشکر جب ایسا اصول جرنیل ہو تو ان کے سلسلہ کا یہ مرد
سپاہی جناب علی ثانیؒ تیمور کی شاہانہ پالیسیوں سے کب

اتفاق کرتے۔ یہ مرد سپاہی جسکی رزہ لا الٰہ الا اللہ اور سایہ شمشیر جسکی پناہ لا الٰہ الا اللہ کا وہ کلمہ تھا جسکی ورد سے اس بے نظیر سپاہی نے اپنے لئے "لا مکان" کی منزل تلاش کی۔ چنانچہ آپ خود چہل اسرار میں فرماتے ہیں

تا شدم ہمچو علیؓ بادشاہ شہر فنا
اسپ ہمت لسوئے ملک بقا میرانم

آپ کسی منزل پر رکے نہیں۔ خوب سے خوب تر کی جستجو میں ہے۔ بقول اقبال رح

بجو نظر قرار گیرد بہ نگارِ خوب روئے
تپد آں زماں دل من پے خوب تر نگارے

یہاں ضمناً ان سلاسل اور ان خانوادوں کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا جن خانوادوں نے علم تصوف کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ مشاہدہ کائنات، تزکیہ نفس، اخلاق حسنہ، اعمال صالحہ ور تصفیہ قلب کا درس دیا۔ ان ارباب سلاسل نے دنیا کو اپنے عمل سے سمجھایا کہ اسلام کسی خاص قوم کا مذہب نہیں بلکہ ساری دنیا کا مذہب ہے اور وہ رنگ و نسل کا کوئی امتیاز نہیں کرتا اخوت و مساوات اسلام کی خصوصیات ہیں جس سے عرب نہ ہندیت اسلام کے ظہور سے قبل بالکل غیر مانوس تھی

"صوفی خانوادے"

صوفیہ کے مختلف سلسلے خانوادے کہلاتے ہیں ان میں سے چودہ خاص ہیں جو ذیل میں درج ہیں

نمبر شمار۔ نام سلسلہ	بانی	وفات
۱۔ زیدیہ	جناب عبدالوحید زیدرح	(متوفی ۱۷۷ھ)
۲۔ عیاضیہ	جناب فضل بن عیاض رح	(متوفی ۱۸۷ھ)
۳۔ آدہمیہ	جناب سلطان ابراہیم ادہم رح	(متوفی ۱۶۱ھ)
۴۔ عجمیہ	جناب حبیب عجمی رح	(متوفی ۱۵۶ھ)
۵۔ کرخیہ	حضرت معروف کرخی رح	(متوفی ۲۰۰ھ)
۶۔ سقطیہ	حضرت سری سقطی رح	(متوفی ۲۵۳ھ)
۷۔ طیفوریہ	حضرت بایزید بسطامی رح	(متوفی ۲۶۰ھ)
۸۔ جنیدیہ	حضرت جنید بغدادی رح	(متوفی ۲۹۷ھ)
۹۔ جبیریہ	حضرت جبر البصری رح	(متوفی ۲۸۷ھ)
۱۰۔ چشتیہ	حضرت خواجہ علو دیناوری	(متوفی ۲۹۶ھ)
۱۱۔ غزرونیہ	حضرت ابواسحاق غزرونی رح	(متوفی ۴۳۶ھ)
۱۲۔ طوسیہ	حضرت علاؤالدین طوسی رح	(متوفی ۵۶۰ھ)
۱۳۔ سہروردیہ	ابونجیب سہروردی رح	(متوفی ۵۶۳ھ)
۱۴۔ فردوسیہ	جناب شیخ نجم الدین برکی رح	(متوفی ۶۱۸ھ)

قادریہ خانوادے کے بانی جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رح (متوفی ۵۶۱ھ)، جناب خواجہ بہاؤالدین نقشبندی متوفی ۱۳۲۹ھ نے نقشبندی خانوادے کی بنیاد ڈالی ہے

کشمیر کو یوں تو سبھی سلاسل کے متبعین نے اپنی نوازشوں سے نوازا ہے۔ یہاں کے پیران طریقت، صوفیائے کرام اور مشائخ عظام،

نے حق کی تلاش میں سبھی سلاسل سے اکتساب فیض کیا ہے۔ کیا خوب۔ علامہ خاکی رح اپنے مرشد کامل جناب محبوب العالم رح سے متعلق فرماتے ہیں

بود از ہر فنا لوا دن مستفید اما بسے
سہروردی را و چشتی ہم ہمیں مظہر شد شناسنت

گو جن سلاسل کی یہاں زیادہ ترویج ہوئی ان میں قادریہ نقشبندیہ ، چشتیہ ، سہروردیہ اور کبرویہ خاص طور قابل ذکر ہیں چنانچہ شاہ ہمدان رح سلسلہ کبرویہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے سرچشمہ جناب شیخ کبری ہیں رح

شاہ ہمدان رح کو شیخ کبری تک صرف تین واسطے تھے یعنی شیخ مجدد الدین بغدادی رح ، شیخ علاؤالدین سمنانی اور شیخ شرف الدین محمود مزدقانی رح شیخ کبری کی نسبت سے سلسلہ فردوسیہ سلسلہ کبرویہ کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت شاہ ہمدان نے زمانے کو بطور مرکب استعمال کیا اور جدھر چاہا ادھر اسکی باگیں موڑ دیں ؎

مولد او ہمدان اما بہ ختلان وطن
شیوۂ او طے زمین و زمن

کشمیر میں آپ کی آمد کے موقع پر علامہ اقبال کے الفاظ میں یہاں کی فضا نے آپ کا یوں استقبال کیا ؎

اے ترا شہب دوراں بیا
اے فروغ دیدۂ امکاں بیا

رونق از ہنگامۂ ایجاد شو
در سواد دیدہ ہا آباد شو

حضرت علی ہمدان سے اٹھتے ہیں۔ ہمدان ایران کا ایک خوبصورت قصبہ ہے جو سطح سمندر سے پانچ ہزار نو سو تیس فٹ بلندی پر واقع ہے۔ یہ قصبہ اصفہان کے شمال مغرب میں ۱۸۰ میل کی دوری پر واقع ہے۔ اسی تاریخی شہر میں ابو علی ابن سینا کا بھی مقبرہ ہے جو ۴۲۸ھ میں رحلت فرما گئے ہیں۔ ہمدان سے امیر کبیر اٹھکر بلخ بخارا سے ہوتے ہوئے کشمیر آوارد ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ علماء صلحا اور سادات کی ایک کثیر جماعت بھی ہوتی ہے۔ کشمیر اور کشمیر کے لوگوں نے شاہ ہمدان کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ ان کی قدر و منزلت کی۔ ان کا جگہ جگہ استقبال کیا۔ آخر کیوں نہ اس مقدس ہستی کی آمد پر کشمیر اپنی آنکھیں نچھاور کرتا۔ جس مقدس ہستی نے کشمیر کو تہذیب و تمدن علم و ادب صنعت و حرفت سے مالا مال کیا اقبال ؒ ان کے کارناموں کی یوں داد دیتے ہیں

خطہ را آں شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب دین
آفرید آں مرد ایران صغیر
با ہنرہائے غریب و دلپذیر

اس ذی شان ہستی کے جلوہ کے لئے کشمیر کی آنکھیں صدیوں سے وقف انتظار رہیں۔ ان کے کمال کی بلندیوں کو دیکھ کر فضلائے کشمیر کے ستاروں میں سراسیمگی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ کیونکہ

ان کے چمن میں ان سے کہیں بلند تر صاحب نظر کا اجلال ہوا۔ آپ ایک ایسی روشنی تھی جس کے آگے سب روشنیاں ماند پڑ گئیں۔ آپ ہی کی فیضانِ نظر سے کشمیر کی کائنات بامعنی بن گئی۔ کشمیر کے معاشرے کو اپنے نظریے کے مطابق ڈھالنے میں آپ کامیاب ہوئے۔ آپ نے یہاں برف کی اونچی سطحوں اور برفاب کی گہرائیوں میں توحید و وحدت کے گیت گائے۔ آپ ادیب بھی تھے، شاعر بھی۔ سیاسیات و عمرانیات پر آپ گہری نظر رکھتے تھے۔ ذخیرۃ الملوک، فصوص الحکم کا ترجمہ، چہل اسرار، مشارب الاذواق، مودۃ القربیٰ وغیرہ وغیرہ اسی دال ہیں۔ آپ ۷۰ کتابوں کے مصنف ہیں۔ شاہ ہمدان کی شاعری میں اور آپ کے طرز ادا میں ہمیں آزادی، مستی اور جذبہ کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ آپ اپنے شاندار ماضی کے قدر دان ہیں۔ آپ کے یہاں تصوف کے ساتھ ساتھ روحانیت کی چاشنی اور جمالیاتی قدروں کا بھرپور احساس ملتا ہے ؎

زحسنت ہر کسے ہر دم حدیثے دیگر آغازد
خَش گر جلوۂ سازد نماند ایں حکایت ہا
عقول قدسیاں گم گشتہ اندر یکے خم زلفش
زہشت خاکیاں انجا چہ سنجد ایں مقالت ہا

چہل اسرار کا ایک ایک شعر خلوص و تاثیر، سوز و گداز نیز تصوف کے اسرار و رموز میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ کی شاعری اپنے اندر بے پایاں دلکشی رکھتی ہے۔ بقول نظری ؎

زہے! البسرش ہر کجا کہ می نگرم
کرشمۂ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

کشمیر کی تاریخ میں شاذ ہی ایسی ہستی ملے گی جس ہستی نے اپنے دلاویز نغموں، علم و معرفت کے خزینوں سے کشمیر اور کشمیر کے لوگوں پر اتنا گہرا اثر چھوڑا ہو جتنا کہ شاہ ہمدانؒ نے۔ آپ نے یہاں راہبوں کے اصول سے اختلاف کیا۔ آپ نے زندگی سے فرار کا سبق نہیں پڑھایا۔ جد و جہد کی ہر منزل پر آپ کی نظر نئے نئے حقائق سے دو چار ہوتی تھی۔ جب بھی آپ اپنے ساتھیوں کے سامنے لا الٰہ الا اللہ کل یوم ھو فی شان کے الفاظ دہراتے آپ کا ہر عمل، ہر حرکت اور آپ کا ہر فن پارہ حرکت دوام کی تعلیم پیش کرتا ہے ؎

راز ہے راز تقدیر جہاں تگ و تاز
جوش کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز

آپ کے یہاں ہمیں عرب و عجم کا حسین امتزاج ملتا ہے آپ کے یہاں ؎

عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوق جمال
عجم کا حسن طبیعت عرب کا سوز دروں

آپ نے وادی بھر کی فضا کو اوراد فتحیہ کے نور سے منور کیا اور یہ ایک ایسی دولت کشمیر کو بخشی جسکی بدولت آج ہر کشمیری توحید و عرفان کی دولت سے مالامال ہے

شاہ ہمدانؒ کا کمال یہی ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنی تقدیر

کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا بلکہ ہزارہا انسانوں کی تقدیر کے گیسوؤں کو سنوارا اور نکھارا ہے

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مختصراً شاہ ہمدان نے اپنی قابلیتوں کو اس طور استعمال کیا کہ خود اپنے امکانات پیدا کر کے نہ صرف اپنے ساتھیوں کی تقدیر بلکہ جہاں جہاں وہ تشریف لے گئے وہاں کی تقدیر پلٹ دی۔ ہے

نفس حق داری جہاں تسخیر نست
ہم عنان تقدیر با تدبیر نست

الغرض کشمیر کے زنگ و بو میں نور مصطفیٰ ؐ کی جو بہار شاہ ہمدانؒ نے لائی۔ اس بہار کو قائم و دائم رکھنے کی خاطر انہوں نے اپنے باکمال ساتھیوں کو کشمیر کے اطراف و اکناف میں جا بٹھایا۔ ان باکمال ہستیوں میں جناب سید حسین سمنانیؒ، جناب سید تاج الدینؒ، سید جلال الدینؒ، سید کمالؒ، سید جمال الدینؒ محدث، سید محمد کاظمؒ سید محمد قریشیؒ، میر سید عزیز اللہؒ، سید رکن الدینؒ، سید فخر الدینؒ سید بہاء الدینؒ، سید محمد عین پوشؒ، میر سید نور الدینؒ، سید عقوب اللہ سید حسین خوارزمیؒ، شیخ احمد خوشخوانؒ، سید محمد لورستانیؒ، خواجہ صدر الدین خراسانیؒ، جناب میر سید محمد ہمدانیؒ، جناب حضرت بابا حاجی ادہمؒ، جناب حضرت میر سید حسین منطقی بیہقیؒ و دیگر علماء و صلحاء و سادات نے جگہ جگہ رشد و ہدایت کی مشعل روشن کی۔ جناب میر سید محمد ہمدانیؒ خلف الرشید جناب شاہ ہمدان تین سو سادات

اور بقول بعض سات سو سادات کے ہمراہ وارد کشمیر ہوئے سے

میر محمد ہمدانی ولدِ امجد کبیر
داد دیں را رواج در کشمیر
شد زلو مسلمان چناں کثرت
کز تماشاش برد خسر حسرت

ان بزرگ اولیاء کاملین و مشائخین عظام نے اپنے اپنے وقت میں سلوک و تصوف پر جو مقالات و ملفوظات سپرد قلم کئے ہیں انہیں وقت کے جید عالم باعمل زبدۃ العلماء و مخدوم الاولیاء حاجی الحرمین الشریفین جناب باباحاجی ادہم نے (متوفی ۱۲۱۸ھ) یکجا جمع کر کے کتاب کی صورت میں حیطۂ تحریر میں لایا ہے۔ یہ کتاب "مقالات اولیائی کشمیر" کے نام سے موسوم ہے۔ علامہ موصوف نے جو جامع علوم ظاہر و باطن تھے ایک اور کتاب "مقامات اولیائے کشمیر" لکھ کر وقت کے اولیائے کاملین و ریشیان کشمیر کے ان روحانی بلندیوں کی مقامات کی نشاندہی کی ہے جن روحانی مقامات کی بلندیوں پر یہ اصحاب اپنے اپنے وقت میں فائز تھے۔ یہ کتاب تصوف کی دنیا میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس کتاب میں آنجناب نے تصوف و سلوک پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ چنانچہ میر سید حسین منطقی ؒ، میر سید محمد امین اویسی منطقی ؒ اور میر سید محمد ؒ و مولانا حسام الدین غزلوی ؒ اور بڑے بڑے صوفیا بزرگ اہل اللہ حضرات جناب علامہ ؒ دہر حضرت باباحاجی ادہم ؒ کے صحبت یافتہ اور مرید تھے۔ قطب الاقطاب جناب شیخ بہاء الدین گنج بخش اور علماء خطۂ کشمیر جناب شیخ

سے اور ان کے دو مایہ ناز سپوت
میر سید حسن منطقی اور

نور الدین نورانی رح ایسی برگزیدہ و بلند مرتبت ہستیوں کو آپ کی دوستی اور آپ کی صحبت میں رہنے کا فخر حاصل تھا۔ صاحب موصوف اسلامیہ کالج سرینگر کے شرق میں بیرون قلعہ بمقام میر داری جس کو شاعر واری بھی کہتے ہیں اور جو میر اویسی کے باغ سے اپنے وقت میں مشہور تھا، محو خواب ہیں۔ ظاہر ہے کہ کشمیر کے ذرہ ذرہ سے نارنج ٹپکتی ہے۔ یہاں کا کوئی قریہ ایسا نہیں جسکو کسی نہ کسی مرد کامل نے علم و عرفان کی دولت سے مالامال نہ کیا ہو۔ چنانچہ ان ہی پاک و پاکیزہ نفوس میں ایک صاحب با تمکین و با حشم جناب میر شاہ سید قمر الدین اول کی ذات گرامی ہے جو جناب سید حسین منطقی بیہقی کا سلسلہ نسب جناب امیر کبیر رح کے ساتھ جا ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار جناب سید نور الدین ہمشیرہ زادہ میر حسین سمنانی رح ہیں جناب سید حسین بیہقی منطقی رح اپنے خلفاء کے ساتھ شہر بیہق جو کہ خراسان کے شہروں میں سے ایک شہر ہے سے اٹھ کر کشمیر آوارد ہوئے۔ آپ کے ہمراہ جو خلفاء کشمیر تشریف لائے۔ ان میں جناب میر سید قمر الدین رح کا اسم گرامی سر فہرست ہے جناب سید حسین منطقی رح اپنے وقت کے جید عالم اور عامل تھے۔ فقہ، حدیث و منطق پر آپ گہری نظر رکھتے تھے آپ کی طبیعت بھی باغیانہ تھی۔ بادشاہ وقت تیمور سے آپ کا نظریاتی اختلاف تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنے وطن کو خیر آباد کہا اور اپنے ورود مسعود سے کشمیر کو نوازا کہ دلکش و دلپذیر خوبصورتی یہاں کے آبشار، دریا، کوہسار سفید

*کرے خلیفہ اول میں جن کا

خوش قسمت ہیں۔ جنہوں نے جید علماء و صلحاء کو یہاں کشاں کشاں لایا۔ اور اس خطۂ ارض پر علم و معرفت اعرفان و محبت کے انمٹ نقوش ثبت کئے۔ جناب سید حسین منطقی ؒ نے بھی کشمیر کو بالآخر اپنی قیام گاہ بنایا اور یہیں ہی راہی ملک بقا ہوئے اور آج مزار سلاطین بڈشاہی میں محو خواب ہیں۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ سلطان سکندر کے زمانہ میں ایک فوج کثیر کشمیر پر حملہ آور ہوئی۔ تو اس وقت ان کے چند معاندین نے بادشاہ کے کانوں میں یہ بات ڈال دی تھی۔ کہ جناب منطقی کی ذات دشمن سے ملی ہوئی ہے چنانچہ آپ نے مخالف فوج کے کیمپ میں جاکر ان کو واپس جانے کی ترغیب دی تھی۔ مگر اس میں آپ کامیاب نہیں ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے سلطان سکندر ؒ کی روحانی مدد کی اور اپنے روحانی کمالات کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ آپ کی دعا سے دشمن کی فوج میں ایک ایسی بھگدڑ مچ گئی جس کی وجہ سے وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئی۔

چو قہر اولیاء قہر الہٰی
چو مہر اولیاء مہر الہٰی

آپ نے اس واقعہ سے دنیا کو بتلا دیا کہ انسان بجائے خود ایک عالم ہے جو خدا اور فطرت دونوں کا مظہر ہے۔ یعنی انسان ہستی ذات باری ہی کی ایک شکل ہے۔ جو چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے اس کا وجود ایسے جوش عمل سے خدا ” جو بن جاتا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

غرض جناب منطقی رح تسخیر عناصر کی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ایسے ہی افراد کی نظر انسان کے حرکات و سکنات میں ایک زلزلہ پیدا کر دیتی ہے اور اقوام کی تقدیر میں کایا پلٹ کر دیتی ہے۔ ان ہی کے خلیفہ خاص جناب سید قمر الدین رح آج کل گاندربل سالورہ میں محو خواب ہیں آپ اپنے مرشد کامل کی طرح صاحب جذب و کمال تھے۔ تحصیل گاندربل کو جو اُن دنوں پرگنہ لار کے نام سے مشہور تھا ایک اہم تاریخی مقام حاصل ہے۔ رنچو شاہ، ذوالقدر خان کے حملے سے پہلے یہاں ہی فروکش تھا۔ اسی پرگنہ میں تاریخ کی ایک مشہور ہستی راون چند کا (جو بعد میں بلبل شاہ کے زمانے میں مسلمان ہوا) قیام گاہ تھی جناب میر سید قمر الدین رح ایک خاص مشن لے کے اپنے جد امجد کا مشن روشن کرنیکے لئے اسی پرگنہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ سے پہلے فضلائے گاندربل کی رشت، یہاں کے رواں دواں جو نبار و آبشار، نالۂ سندھ کی مچلتی روانی حضرت شاہ ہمدان رح کے لئے پہلے سے ہی چشم براہ تھی اور ان کے قدموں کی چھاپ کو اپنے سینوں میں آباد رکھنے کی خاطر اپنی آغوش وا رکھے ہوئے تھی شاہ ہمدان نے اپنے دورن میں

لداخ جاتے ہوئے اس پرگنہ کو اپنے جلوے سے نوازا۔ یہاں اپنے ساتھ لائے ہوئے تہذیب و تمدن کا بیج بو دیا۔ اور اس علاقہ کی آباد کاری اپنے خلفاء کے سپرد کی۔ آپ کے مشن کی مشعل کو تابناک رکھنے کی خاطر جناب سید حسین منطقی رح نے اپنے خلفاء کے سرِ لشکر جناب سید قمر الدین رح صاحب کو گاندربل میں اپنا مرکز قائم کرنے کی ہدایت کی۔ اس مرد عارف نے گاندربل کے عوام کو ان توہمات و طلسمات سے آزاد کیا جن توہمات و طلسمات میں ان کو یہاں کے راہبوں، کاہنوں، سامریوں اور ساحروں نے جکڑے رکھا تھا عوام کا مشغلہ کھیتی باڑی تھی مگر ان کی ساری محنت کاہنوں کی نذر ہوتی تھی۔ کاہن اور راہب لوگوں کو شخصی وجود فنا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ اور اس طرح انہیں زندگی سے فرار کا سبق پڑھاتے تھے۔ جناب سید قمر الدین رح نے یہاں اسلام کا نظریہ پیش کیا۔ راہبوں اور کاہنوں کے ساتھ ان کی خوب بحث رہتی تھی۔ مگر عام لوگوں میں انہوں نے اپنے بلند اخلاق۔ اپنے بلند کردار، اور اپنی نفس کشی سے ایسا سکہ بٹھا دیا کہ لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ اور ان کے دست حق پرست پر بیعت کرتے جاتے تھے۔ آپ نے عام لوگوں کو اسلام کی سادگی اور اپنا عمل پیش کیا۔ فلسفہ کو پیش نہیں کیا انہوں نے اس سے بحث نہیں کی۔ کہ کس طرح محدود لامحدود میں ضم ہو جاتا ہے بلکہ انہیں بتایا کہ ان کی فلاح و سعادت اسی وقت ممکن ہے جبکہ وہ ان تمام چیزوں کو جو خدائے کریم نے ان میں ودیعت کی ہیں اسی طرح کام میں لائیں جس سے وہ سیدھے

راہ پر گامزن ہوا۔ کیونکہ اسی طرح انسان کی ظاہری اور باطنی خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ سید قمر الدین صاحبؒ نے اپنے عمل کا سکہ فضلائے گاندربل پر ایسا جما دیا کہ طرفین کے لوگ ان کی شہرت اور ان کی پاکیزہ زندگی کا حال سن کر ان کے سنگ آستان پر جمع ہونے لگے۔ لوگوں کی جمعیت جو آج ہم ان کے مبارک و مقدس آستان پر دیکھتے ہیں صدیوں سے چلا آرہا ہے

ہر کجا چشمۂ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

صاحب موصوف جناب سید قمر الدین بیہقی نے درس و تدریس کے مراکز اسی تحصیل میں جا بجا قائم کئے۔ سالورہ بمہ بیرہ، وندہ ہامہ، کھدمود۔ لونر۔ لار اور تولہ مولہ میں ایسے مراکز قائم ہوئے تھے جہاں سے علم وعرفان کے چشمے پھوٹ پڑے جو بعد میں ہماری بے اعتنائی اور کسمپرسی کی وجہ سے زمانہ کی دستبرد سے نہ بچ سکے مگر ان مراکز نے اپنا کام کیا۔ انہوں نے لوگوں کے دلوں میں عشق و محبت کا جوت جگایا۔ مذہب اسلام کی ترقی و ترویج ہوئی۔ توہمات و طلسمات کا تانا بانا ان مراکز نے کاٹ کے رکھ دیا۔ انسان کو ایک خدا کی چوکھٹ پر لا کھڑا کیا۔ وحدت و توحید کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا۔ سید قمر الدینؒ باکمال ہستی نے نالہ سندھ کو وہاں سے چلنے نہ دیا جہاں سے یہ دریا علاقہ کے کھیتوں کو اپنی طغیانی سے پامال کر دیتا تھا۔

جناب سید قمر الدین صاحب جلالی و جمالی

صفات کے مظہر تھے۔ سوز و ساز زندگی کے رمز شناس تھے جب ہی تو آپ نے کوہساروں میں اپنی سیرت کی فولادی قوت سے اپنے نقوش ثبت کئے اور لہلہاتے کھیتوں میں اپنی خوش خرامی سے توحید و وحدت کی نغمہ خوانی کرتے ہوئے زندگی کی مسافت طے کی۔ اسی لئے آپ نے اپنے مرقد کیلئے وہ جگہ منتخب کی جہاں نالہ سندھ طغیانی کے وقت اپنا راستہ بدل کر فصلوں کو نذر آب کر دیتا تھا۔ آپ نے جذب کی تابناک مشعل کو فضائے گاندر بل میں قائم و دائم رکھا اور اس طرح ہزاروں لوگوں کی تقدیر میں انقلاب پیدا کیا۔ علاقہ گاندربل کیا سارا کشمیر آپ کے کمالات آپ کے جذبۂ نفسی کا قائل ہے۔ تاریخ میں آپ کا نام روشن رہیگا آج کشمیر کے اطراف واکناف سے لوگ آپ کے سنگ آستان کو چومنے کے لئے پاپیادہ آتے ہیں کشتیوں میں بیٹھ کر۔ لاریوں موٹروں میں سوار ہو کر اپنی جبین نیاز آپ کے در آستانہ پر رکھ کر اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں۔ کیا خوب خواجہ حافظ کہہ گئے ہیں سے

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

آپ نے گیارہ ماہ صفر المظفر رحلت کی خلعت زیب تن کیا مگر اجل کی پھونک عشق کی شمع کو کب بجھا سکتی ہے سے

وہ عشق جسکی شمع بجھا دے اجل کی پھونک
اس میں مزہ نہیں تپش و انتظار کا

صوفیہ کے نزدیک موت کے بعد شخصیت کے تسلسل کو برقرار

رکھنے کا ذریعہ عشق ہی ہے۔ عشق کی بدولت ہی موت ایک مقام حیات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ زندگی کو دوام عشق ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ عشق اپنا امتحان ثبات کرتا ہے۔ بقول اقبال موت سے زندگی فنا نہیں ہوتی اور جن شخصیتوں کی خودی بلند مقام پر فائز ہوتی ہے ان کی زندگی کا انجام نہ قبر کی خاک اور نہ لحد کی تاریکی ہو سکتی ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کیا خوب فرمایا ہے علامہ اقبال رح نے ؎

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقام حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات
خودی ہے مردہ تو مانند کاہ پیش نسیم
خودی ہے زندہ تو سلطان جملہ موجودات
خودی ہے زندہ تو ہے اس کا نشیمن ابدی
نہ تیرہ خاک لحد نہ جلوہ گاہ صفات

صوفیہ و حکماء اسلام کے نزدیک روح ایک مستقل جوہر ہے۔ جو بدن سے آلہ کے طور کام لیتا ہے۔ بدن کے فنا ہونے سے اسکی ذات میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ البتہ آلہ کے نہ ہونے سے جو کام وہ کرتا تھا وہ رک جاتا ہے۔ بقول حضرت مولانا روم رح

جان چہ باشد با خبر از خیر و شر
شاد از احسان و گریاں از ضرر

(ترجمہ) جان زروح کس چیز کا نام ہے۔ اس چیز کا جو خیر و شر کو جانتی ہے اور جو فائدہ سے خوش اور نقصان سے آزردہ رہتی ہے

چوں سر ماہیت جاں مخبر ست
ہر کہ او آگاہ تر با جان تر ست

(ترجمہ) جب جان کی ماہیت ادراک ٹھہرا تو جسکو زیادہ ادراک ہے۔ اسمیں زیادہ جان ہے)

اقتضای جان چو ایدل آگہی ست
ہر کہ آگاہ تر بود جانش قوی ست

(ترجمہ) جان کا اقتضا جب ادراک ٹھہرا تو جو زیادہ ادراک رکھتا ہے اسکی جان زیادہ قوی ہے

روح را تاثیر آگاہے بود
ہر کرا ایں بیش الٰہی بود

(ترجمہ) روح کی تاثیر ادراک ہے اور اس لئے جس میں یہ زیادہ ہو۔ وہ خدائی آدمی ہے

مادہ پرستوں کے نزدیک موت سے انسان کا دھڑ اور اسکی روح دونوں فنا ہوتی ہیں۔ کیونکہ بغیر مادہ یعنی جسم کے بغیر اس کے وجود کا تصور ممکن نہیں۔ مگر اسلامی عقیدہ اسکی نفی کر کے اس بات پر اہمیت دیتا ہے کہ انسانی روح مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے کیونکہ روح کا وجود و بقا انسانی جسم سے وابستہ نہیں ہو سکتا ہے۔ علامہ اقبال اسکی تشریح یوں کرتے ہیں ؎

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے

کہ جان مرتی نہیں مرگ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہیگی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

چنانچہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ سید قمرالدین صاحب کے عُرس شریف پر جو آٹھ دس سال قبل منایا گیا تھا شہر سرینگر سے ایک شخص بد بد مستی کی۔ انت میں زیارت شریف میں گھس آنے کی جسارت کر بیٹھا دن کا وقت تھا بے شمار لوگ زیارت شریف اور اس کے صحن پاک میں موجود تھے۔ جونہی یہ بدنصیب شخص دروازے سے اندر داخل ہوا چشم زدن میں یہ شخص آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھا۔ چنانچہ اس نے شور محشر بپا کیا جس سے یہ واقعہ ہجوم پھیل گیا اور اس پاس کی بستیوں سے لوگ یہ محیر العقل واقعہ دیکھنے دوڑ پڑے۔ کافی رونے دھونے اور توبہ و استغفار سے بعد میں اس بے نصیب کے ایک آنکھ کی بینائی لوٹ آئی اور پھر اس نے ہر سال زیارت عالیہ پر حاضری دینے اور نذرانہ عقیدت نچھاور کرنے کی منت مانی۔ چنانچہ تب سے یہ شخص جو سرینگر کے علاقہ رعنا واری کا رہنے والا ہے اور جس نے اپنا نام نسب بتانے سے زیادہ دانستہ گریز کر لیا ہر سال درگاہ عالیہ پر حاضری دیتے دیکھا گیا ہے اور بارہا سے ایک خاصی رقم بھی بطور نذرانہ زیارت میں لگے ہوئے آہنی صندوق میں ڈالتے دیکھا گیا ہے

ہم انجمن کے اراکین دست بدعا ہیں کہ ہمیں اللہ تعالی اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اولیائے کاملین کے مشن اور ان کے کام کو

زندہ و تابندہ رکھنے کی خاطر سرگرم عمل رہیں۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں کی طرف نہ دیکھیں بلکہ ہمارے ایثار و خلوص کی طرف نظر رکھ کر اپنے تعاون سے ہمیں نوازیں۔
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منقبت جناب سید قمر الدین صاحب بیہقی

از میر فطرت کاشمیری

اندر نہ بیقرارم سید قمر مدد کن — رحمے بحالِ زارم سید قمر مدد کن
نقدِ عمل ندستم حاصل نشد کہ مستم — در روز و شب نزارم سید قمر مدد کن
مردم بہ پشت آید از تو مدد بخواہند — من ہم امید وارم سید قمر مدد کن
من زندہ عینا لم تخمی فشان انجاکم — آبے بکشت زکارم سید قمر مدد کن
تو مظہر جلالی آئینہ جمالی — من لالہ داغدارم سید قمر مدد کن
تو مخزنِ کرامت تو کانِ ہر سعادت — من از تو شرمسارم سید قمر مدد کن

سوی کسے نہ بیند ہر فیض از تو جوید
فطرت کہ خاکسارم سید قمر مدد کن

آئین انتظامیہ کمیٹی

زیارت قمر الدین صاحب سالورہ گاندربل

ہرگاہ کہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ زیارت سید قمر الدین سالورہ (گاندربل) کے انتظام و انصرام کے لئے ایک تنظیم کا ہونا لازم ہے۔ لہذا اس تنظیم کو روبہ عمل لانے کی خاطر حسب ذیل آئین مرتب کیا جاتا ہے

دفعہ نمبر ۱۔ جائز ہے کہ اس آئین کو آئین مجلس انتظامیہ زیارت سید قمر الدین صاحب سالورہ (گاندربل) کے نام سے موسوم کیا جائے۔

دفعہ نمبر ۲۔ مجلس انتظامیہ زیارت سید قمر الدین صاحب ایک خود مختار اور غیر سیاسی ادارہ ہوگا۔ اور یہ کسی بھی سیاسی یا سماجی تنظیم سے وابستہ نہ ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۔ مجلس انتظامیہ صرف حلقہ سالورہ (گاندربل) تک محدود ہوگا اور حلقہ سالورہ سے باہر مستقل طور سکونت پذیر شخص کو اس مجلس کا ممبر بننے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ خواہ اسکی پیدائش حلقہ ہذا میں ہی کیوں نہ ہوئی ہو

دفعہ نمبر ۴ (الف) لازم ہے کہ مجلس انتظامیہ ورکنگ کمیٹی اور جنرل کونسل پر مشتمل ہوگی۔

دفعہ نمبر ۵۔ جائز ہے کہ انتظامیہ کے انتخابات ہر پانچ سال کے بعد ہوا کریں گے۔

دفعہ نمبر ۶ (الف) مجلس انتظامیہ کی جنرل کونسل کا انتخاب بالغ رائے زنی کی بنا پر ہوگا۔ جنرل کونسل بائیس ممبران پر مشتمل ہوگی۔ ان ممبران کو درج ذیل دیہہ وار بنیادوں پر چنا جائیگا۔

۱۰) سالورہ - ۱۰ ممبران (۲) ذانی پورہ ۱ ممبر (۳) دروازہ محلہ ۱ ممبر
(۴) ریشی محلہ ۲ ممبر (۵) گھاٹ سالورہ ۱ ممبر (۱) بملورہ ۲ ممبر (۷) تلہ باغ ۱ ممبر (۸) کیچھن ۳ ممبر (۹) دراری بل ۱ ممبر

دفعہ نمبر ۶ (ب) مجلس انتظامیہ کو اختیار ہے کہ وہ جنرل کونسل میں مزید تین ممبران کو نامزد کرے گا۔ یہ اشخاص وہ ہونگے جنہیں مذہبی امور اور علم و ادب میں ید طولیٰ حاصل ہو۔

دفعہ نمبر ۶ ج - جنرل کونسل منتخب ہونے کے بعد ایک ہفتے کے اندر اندر اپنا اجلاس بلاکر کثرت رائے کی بنیاد پر ورکنگ کمیٹی کا چناؤ عمل میں لائے گی۔ اور ورکنگ کمیٹی کے یہ عہدیدار ہوں گے۔

(۱) صدر (۲) نائب صدر اول (۳) نائب صدر دوم (۴) سیکرٹری (۵) جائنٹ سیکرٹری (۶) ناظم تعمیرات (۷) خزانچی
اس کے علاوہ ورکنگ کمیٹی کے چار ممبران ہوں گے جن میں سے دو براہ راست جنرل کونسل سے اور باقی دو دفعہ ۸ (ب) کی روشنی میں "ایجوکیشنل کونسل" سے ہوں گے۔

دفعہ ۷ (الف) لازم ہے کہ مجلس انتظامیہ کے انتخابات کو روبہ عمل لانے کی خاطر صدر مجلس ایک انتخابی بورڈ تشکیل دیں گے۔ یہ بورڈ تین افراد پر مشتمل ہو گا۔ اور اس کا ایک چیئرمین ہو گا۔

دفعہ ۷ (ب) لازم ہے کہ انتخابی بورڈ انتخابات کا طریقہ کار متعین کرنے کا مکمل مختار ہو گا اور یہ انتخاب سے کم از کم

ایک ہفتہ قبل انتخاب کی خوب تشہیر کرے گا۔ تاکہ لوگوں کو صحیح طور انتخاب میں بھی بھرپور حصہ لینے کا موقعہ لے۔ جنرل کونسل کے انتخابات کی تکمیل کے بعد اسی بورڈ کی نگرانی میں ورکنگ کمیٹی کے انتخابات عمل پذیر ہوں گے۔ جن کے بعد یہ بورڈ خود بخود کالعدم ہوگا۔ البتہ یہ بورڈ انتخابات میں دفعہ ۹ کو ملحوظ نظر رکھے گا۔

دفعہ ۸ (الف) مجلس انتظامیہ درسگاہ (جیساکہ دفعہ ۲ کے تحت واضح ہے) کو موثر اور آزادانہ لائنوں پہ چلانے کی غرض سے ایک ایجوکیشنل کونسل تشکیل دیگی۔ اس کونسل کا الگ علیحدہ آئین ہوگا (یہ آئین پہلے ہی چھپ چکا ہے تاہم یہ کونسل مجلس انتظامیہ کا (شعبہ تعلیم) تصور ہوگا۔ اس شعبے کی تحویل میں علاوہ از درسگاہ کے لائبریری بھی ہوگی۔

دفعہ ۸ (ب) ایجوکیشنل کونسل کے چیئرمین اور سیکریٹری اپنے عہدوں کے لحاظ سے مجلس انتظامیہ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر تصور ہوں گے۔

دفعہ ۹ مجلس انتظامیہ کی رکنیت کا اہل ہر وہ شخص ہو سکتا ہے جو:-

(ا) اکیس (۲۱) سال یا اس سے زائد عمر کا ہو

(ب) حلقۂ سادوہ کا مستقل باشندہ ہو۔

(ج) زیارت شریف یا اس سے وابستہ کسی شعبے کا بقایا دار نہ ہو

(د) اولیاء اللہ کا عقیدتمند ہو (ل) شعبۂ تعلیم کی رکنیت

اختیار کر لے (۳) زیارت شریف سے وابستہ جملہ
معادات کی تکمیل میں عملی حصہ لے
دفعہ ۱۰۔ ذرائع آمدن ۱۔ شعبۂ تعلیم سے حاصل شدہ
رقومات (۲) نذر و نیاز اور عطیہ جات
۳۔ کرایہ زمین دوران عرس شریف (۴) مقبوضات اہل اسلام
پر نصب شدہ درختوں کی آمدن (۵) کرایہ تعمیرات (۶) ہر وہ
رقم جو شرعی لحاظ جائز ہو
دفعہ نمبر ۱۱۔ اخراجات۔ زیارت شریف کی سود و بہبود
اور اس غرض کے لئے تعمیرات کی توسیع و تحفظ نیز دفعہ
۱۰ کی روشنی میں اخراجات مطابق بجٹ
دفعہ ۱۱ بجٹ مجلس انتظامیہ کا مالی سال عرس شریف
کے انعقاد کے بعد شروع ہونے والے مہینے سے شروع ہوگا
اور مجلس انتظامیہ کی ورکنگ کمیٹی بجٹ تیار کر کے
جنرل کونسل سے کثرت رائے کی بناء پر منظوری حاصل کرے
جملہ اخراجات اسی کی روشنی میں عمل میں لائے گی۔
دفعہ نمبر ۱۲ طریق اجلاس۔ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس ہر
تین ماہ کے بعد باقاعدہ منعقد ہوا کریں گے۔ البتہ کسی امر
مجبوری کی صورت میں یہ اجلاس کسی بھی وقت خصوصی طور
بلایا جائیگا جبکہ جنرل کونسل کے اجلاس دوبارہ منعقد ہونگے
ایک عرس شریف کی تاریخوں کا تعین کرنے اور آڈٹ کمیٹی
کی رپورٹ کی روشنی میں حسابات کی کنفرمیشن کی غرض

ہے اور دوم بجٹ تخمینہ کی منظوری کی غرض سے

(ب) مجلس انتظامیہ کی ورکنگ کمیٹی یا جنرل کونسل یا دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس (جیسی بھی صورت ہو) منعقد کرنے کی غرض سے سیکریٹری انتظامیہ اجلاس سے کم از کم تین یوم قبل ممبران کو تحریری نوٹس کے ذریعے اجلاس کے ایجنڈا سے مطلع کرے گا۔

دفعہ ۱۲ (ج) مجلس انتظامیہ کے ممبران از خود بھی اجلاس بلوا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ جس ایوان کا اجلاس بلانا مقصود ہو اس کے ایک تہائی ممبران سیکریٹری انتظامیہ کو ایسا کرنے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ قبل تحریری طور نوٹس دیں۔

(د) جو کوئی ممبر مسلسل دو اجلاسوں میں بلا کسی معقول عذر کے غیر حاضر رہے وہ خود بخود رکنیت سے خارج ہو جائے گا معقول عذر بلاغ ہونیکی صورت میں اسے سیکریٹری انتظامیہ کو قبل از انعقاد اجلاس کے تحریری طور مطلع کرنا ہوگا تاکہ اجلاس میں اسکی معذرت کو پیش کیا جا سکے۔

دفعہ ۱۳ عہدیداران کے اختیارات اور فرائض

صدر۔ لازم ہے مجلس انتظامیہ کا سربراہ صدر مجلس انتظامیہ کمیٹی ہوگا اور مجلس انتظامیہ کے ہر کام کے لئے عوام الناس کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ اسلئے تمام اخراجات ان کے دستخطوں کے تحت ہوا کریں گے۔

(۲) لازم ہے کہ صاحب صدر زیارت شریف اور اس کے جملہ شعبوں سے متعلق ممبران یا عہدیدان سے باز پرس کرنے کا مجاز ہوگا۔ جب تک کہ جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہو پائے جنرل کونسل معاملے کی نوعیت کو مدنظر رکھکر متعلقہ ممبر کے خلاف مناسب کارروائی کرے گی نیز

صاحب صدر

(۳) تین سو روپیہ تک کی رقم ایک سال میں زیارت شریف کی سود و بہبود پر علاوہ از بجٹ تخمینے کے خرچ کرنے کا صاحب صدر مجاز ہوگا نیز

(۴) انتخابی بورڈ ڈرافٹ کمیٹی کو نامزد کرنا (۵) شعبۂ تعلیم کی کارکردگی کا جائزہ لینا (۶) اخراجات کو بجٹ کی روشنی میں منظور کرنا اور واوچرس کی تصدیق کرنا (۷) مجلس انتظامیہ کے اجلاسوں کی صدارت کرنا

نائب صدر اول۔ صدر مجلس کی غیر حاضری یا عدم اعتماد ہونیکی صورت میں صدر کے اختیارات۔ فرائض نائب صدر اول کو تفویض ہونگے نیز اپنے اور خزانچی کے دستخطوں کے تحت رقومات بینک میں جمع اور برآمد کرنا

نائب صدر دوم۔ نائب صدر اول کی غیر حاضری یا عدم اعتماد کی صورت میں اس کے اختیارات کا استعمال نیز انتظامی امور کی انجام دہی میں صدر کو ضروری مشورے دینا اور مجلس انتظامیہ کے مختلف شعبوں میں تال میل پیدا کرنا نیز ناظم تعمیرات کا ہاتھ بٹانا

سیکریٹری ۱۔ مجلس انتظامیہ کا اجلاس بلانا۔ اسکی کارکردگی

کی تشہیر کرنا، کارروائی قلمبند کرنا۔ حرمین شریفین کے جملہ انتظامات مجلس انتظامیہ کے فیصلوں کی روشنی میں کرنا اور جملہ تعمیرات کی بلوں (Bills) کو بعد از جانچ پڑتال کے خزانچی کے نام رقومات کی ادائیگی کا منظور شدہ بجٹ کی روشنی میں حکم دینا۔

جائنٹ سیکریٹری۔ سیکریٹری کی غیر حاضری یا عدم اعتماد کی صورت میں اس کے فرائض سر انجام دینا اور سیکریٹری کو اس کے فرائض کی انجام آوری میں اعانت کرنا۔

ناظم تعمیرات۔ زیارت شریف اور اس سے وابستہ جملہ تعمیرات کی توسیع۔ تجدید اور تعمیر سر انجام دینا نیز زیارت شریف کی اشیاء (STOCK) کا ریکارڈ مرتب کرنا۔

خزانچی۔ مجلس انتظامیہ کی آمدن و اخراجات کا حساب رکھنا۔ آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں جنرل کونسل سے کنفرمیشن حاصل کرنے کے بعد حسابات کو سالانہ عوام کی آگاہی کے لئے مشتہر کرنا۔ بجٹ تجاویز کو ورکنگ کمیٹی کے مشورے کی روشنی میں مرتب کرنا۔ رقومات کا ایک سو روپیہ زائد ہونے کی صورت میں اپنے اور نائب صدر اول کے دستخطوں کے تحت جمع کرنا۔

دفعہ ۱۴۔ مجلس انتظامیہ کے کسی بھی اجلاس کا انحصار کورم کے پورا ہونے پر ہوگا اور کورم کل ممبران کا ایک تہائی ہوگا

دفعہ ۱۵۔ مجلس انتظامیہ کی جنرل کونسل کا میعاد زیر دفعہ ہے پانچ سال ہوگا اور اس مدت کے دوران اس کونسل پر عدم اعتماد نہیں

ہوگا۔ البتہ ورکنگ کمیٹی کے کسی بھی ممبر عہدیدار یا منجملہ ورکنگ کمیٹی پر جنرل کونسل عدم اعتماد کرنے کی مجاز ہوگی لیکن عدم اعتماد جملہ ممبران کے ۳/۴ حصے کی توثیق سے ہوگا۔ نیز اگر عدم اعتماد منجملہ ورکنگ کمیٹی پر کیا جائے تو اسی صورت میں فوری طور پر نئی ورکنگ کمیٹی کا چناؤ عمل میں لایا جائے گا۔ اور کسی بھی عہدیدار پر عدم اعتماد ہونے کی صورت میں اس کا نائب یہ فریضہ تا میعاد جنرل انتخاب انجام دے گا۔

دفعہ ۱۵۔ (ب) کسی بھی ممبر کو اختیارات سے تجاوز کرنے یا خلاف آئین سرگرمیاں انجام دینے کی صورت میں جنرل کونسل تادیبی کارروائی کے طور پر اُسے ممبری سے برخاست کرے تو اس صورت میں اس کے ووٹران کو اندر میعاد ایک ماہ کے دوسرا ممبر چننے کو کہا جائے گا۔

دفعہ ۱۶۔ مجلس انتظامیہ کے حسابات کا آڈٹ سالانہ عرس شریف سے قبل ہوا کرے گا۔ اور اس غرض کے لئے صاحب صدر تین افراد پر مشتمل ایک آڈٹ بورڈ تشکیل دے گا۔ اس بورڈ کا انہی تین ممبروں میں سے ایک کنوینر ہوگا۔ آڈٹ کمیٹی کے ذمہ یہ پرکھنا ہوگا کہ آیا اخراجات منظور شدہ بجٹ کے تحت عمل میں آئے ہیں اور کہیں غیر ضروری اخراجات تو نہیں کئے گئے ہیں۔

حسابات تحت قواعد اندراج کئے گئے ہیں یا نیز

یہ کمیٹی ووچرس کو ایک سو روپیہ تک بعد پڑتال کے ضائع کرنے کی مجاز ہوگی۔ لیکن ایسا کرتے وقت یہ کمیٹی کیش بک پر ایک سارٹیفکیٹ اندراج کرے گی اور اپنی رپورٹ مرتب کرکے صاحب صدر کو پیش کرے گی جو اس رپورٹ کی روشنی میں حسابات کو تحت دفعہ ۱۲ (الف) جنرل کونسل کے اجلاس میں برائے حاصل کرنے منظوری خزانچی کی وساطت سے پیش کریگا اور یہ منظوری حاصل کرنے کے بعد حسابات کو عوام کے سامنے رکھے گا

دفعہ ۱۷ مجلس انتظامیہ کی جنرل کونسل آئین ہذا میں ترمیم و تنسیخ یا اضافگی کا حق رکھتی ہے لیکن ایسا کل ممبران کی ۳/۴ اکثریت سے ہوگا۔

اغراض و مقاصد۔

مجلس انتظامیہ کے ذمہ تحصیل گاندربل کے مسلمان بچوں کو خصوصی طور اسلامی تعلیم سے منور کرنے کے لئے ایک اسلامی درسگاہ اور اسلامی لائبریری کا قیام مفوضات اہل اسلام حلقہ سالورہ کا تحفظ بشرطیکہ مقامی باشندگان ان مفوضات کو زیارت شریف مذکور سے وابستہ کریں اور وہ تمام امور ہوں گے جو مجلس انتظامیہ زیارت شریف کی سود و بہبود اور مسلمانوں کی اجتماعی ترقی کے لئے مناسب سمجھے۔ نیز مجلس انتظامیہ کے ذمہ زیارت شریف مذکور اور اس زیارت سے وابستہ جملہ تعمیرات کی نگہداشت زیارت شریف کے مصرف کے لئے آمدنی کے معقول اور مستقل ذرائع کا بندوبست۔ مقامی طور پر ایک اسلامی بیت المال کے قیام کی کوشش ازلیاء اللہ کی حق کی تزئین ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

۲۷ جولائی ۱۹۷۸ء ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ